تفسیر "زادالمسیر فی علم التفسیر" کا منہج

Methodology of Tafsīr "Zād Al-Masīr fī Ilm Al-Tafsīr

Shafqat-ur-Rahman [1]
Dr. Hafiz Iftikhar Ahmad [2]

ABSTRACT:

In Indian subcontinent, the jurisprudential religion is Hanafī, Therefore, Awareness is available to the scholars of interpretation such as Hanafi, Shāfiī and Mālkī jurisprudence. Hence, we have enough introduction of such above mentioned school of thoughts. So, it's not an appropriate behavior that we hide the identity of Hanbali interpretation. It might be possible that the above mentioned three jurisprudential religions such as Hanafī, shāfīs, Mālkīs were focused their own interpretations and the Hanbali tafāsīr remains limited. So, now a days it's our duty to fulfil this gap to highlight the specific Hanbali tafāsīr to maintain the field of interpretation by all our four jurisprudential religions. So, it's the immense need of today that we represent the Hanbali interpretation to our region. Hence, in this research work, we select the book of Imām Ibn-e-Jouzi " Zād al-Masīr fī Ilm al-Tafsīr" in which we introduced about the author, his work, purpose of the book, way of elaboration, bibliography, and some bright features and this interpretation is the short form of Ibn-e-Jouzī's complete and authentic book "Al-Mughnī". Moreover, Imam Ibn-e-Jouzī is the author of almost 20 books of interpretation and Ulūm ul Qur'ān. Other 500 books of Ibn-e-Jouzi are also specified by many researchers in details, out of which nearly 190 books data is collected by various researchers about hadith, fiqh, history and others etc. So according to all these ground realities it considered to be the pure Hanbalī interpretation.

Keywords: jurisprudential, Hanbali Mufassir, interpretations, Hanbali Tafāsīr, Āyat-ul-Ahkām

ہمارے خطے بر صغیر پاک وہند میں چونکہ فقہی مذہب حنفی ہے، اور فقہی تفاسیر کے متعلق اہل علم کے ہاں آگہی بھی کافی پائی جاتی ہے، چنانچہ حنفی، شافعی اور مالکی فقہائے کرام فقہی تفاسیر کا تعارف ہمارے ہاں موجود ہے، جن میں امام ابو بکر جصاص، امام قرطبیؒ اور الکیا الھراسیؒ وغیرہ شامل ہیں، لیکن حنبلی فقہی تفاسیر کا تعارف معدوم حد تک پہنچا ہوا ہے، بلکہ بعض جگہوں پر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ حنبلی تفاسیر کے لیے ابن تیمیہ اور ابن قیم کی مخصوص سورتوں پر مشتمل تفاسیر کو حنبلی فقہی مذہب کی تفاسیر کے طور پر پیش کیا گیا ہے، یا پھر ان دونوں ائمہ کرام کی بعد میں آنے والے لوگوں نے ان کی متفرق جگہوں سے ضمنی طور پر لکھی ہوئی تفاسیر کو اکٹھا کیا ہے انہی کو حنبلی فقہی مذہب کی نمائندہ قرار دیا گیا

[1]. Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
[2]. Associate Professor, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

ہے جو کہ مستقل حنبلی فقہی تفسیر کے ہوتے ہوئے شاید مناسب رویہ نہیں ہے، تاہم اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ شافعی، حنفی، اور مالکی فقہائے کرام کی بہ نسبت حنبلی فقہائے کرام کی تعداد بہت کم رہی ہے، اسی لیے حنبلی تفاسیر کی تعداد بھی بہت کم ہے، اور جو ہے اس کا تعارف غیر معروف ہے؛ اس لیے اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ کسی مکمل حنبلی فقہی تفسیر کا تعارف لوگوں تک پہنچایا جائے، تاکہ فقہی تفاسیر کے میدان میں فقہائے اربعہ کی نمائندگی یکساں طور پر ہو سکے، اس کے لیے ابن الجوزی کی کتاب "زاد المسیر فی علم التفسیر" کا انتخاب کیا اور زیر نظر مقالے میں اسی کتاب کے مؤلف اور تالیف کا تعارف، سبب تالیف، طرزِ تالیف، مصادر و مراجع، اسلوب، اور کچھ نمونے ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور یہ بتلانے کی سعی کی ہے کہ یہ علامہ جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (510-597 ہجری) کی مطول اور مفصل تفسیر "المغنی" سے مختصر کردہ ایک معتمد حنبلی فقہی تفسیر ہے، نیز اس کے مؤلف علامہ ابن الجوزیؒ کی تفسیر اور علوم القرآن میں کم و بیش 20 کے لگ بھگ تصانیف ہیں، اس کے علاوہ انہوں نے 500 سے زائد تصانیف لکھی ہیں اور ان میں 190 سے زائد کے نام اور تفصیلات محققین نے جمع کیے ہیں جن میں حدیث، تفسیر، فقہ، اصول، تاریخ اور دیگر علوم و فنون شامل ہیں، چنانچہ ان تمام ترجوہات کی بنا پر اس تفسیر کو حنبلی فقہی تفسیر کے معتمد ذرائع اور مراجع میں شامل سمجھنا چاہیے۔

مؤلف کا مختصر تعارف:

آپ کا نام عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ ہے، آپ کا نسب نامہ عبد الرحمن بن قاسم جو کہ خلیفہ اول سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما کے پوتے ہیں ان سے جا ملتا ہے، اسی لیے آپ البکری کہلاتے ہیں، آپ کو ابن الجوزی کے لقب سے جانا جاتا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے جد امجد کے گھر واسط شہر میں "جوزۃ" یعنی ناریل کا درخت تھا، اور اس وقت پورے شہر میں ان کے گھر کے علاوہ کہیں بھی ناریل کا درخت موجود نہیں تھا[1] اس نسبت کے متعلق مزید اقوال بھی موجود ہیں۔ آپ کی پیدائش سن 509 یا 510 ہجری میں ہوئی[2]، اور کم سنی میں ہی آپ کے والد محترم وفات پا گئے، اور پھر آپ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام آپ کی والدہ اور پھوپھی نے کیا، آپ نے بہت سے اہل علم سے کسب فیض کیا جن کی تعداد علامہ ذہبیؒ کے مطابق 80 زیادہ ہے، آپ کے اساتذہ میں مشہور ترین اور آپ کی زندگی میں علمی نکھار پیدا کرنے میں ابو الحسن ابن زاغوانی کا کردار بہت زیادہ رہا ہے، ابن الجوزیؒ اپنے بارے میں کہتے ہیں کہ: ابن زاغوانی کو اللہ تعالیٰ نے ڈھیروں صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ بہت سے علوم و فنون کے ماہر تھے، میں نے ان سے حدیث، فقہ، وعظ و نصیحت میں لمبا عرصہ استفادہ کیا ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد 500 سے زیادہ ہے، آپ نے تقریباً ہر فن میں تصنیفات لکھی ہیں، زیر بحث کتاب کے علاوہ علوم القرآن پر آپ کی کتاب: "فنون الأفنان في علوم القرآن" ہے اسی طرح علوم القرآن اور تفسیر میں آپ کی تالیفات کی تعداد 18 ہے[3]

آپ کی وفات: 597 ہجری کو ماہ رمضان میں پانچ دن بیمار رہنے کے بعد ہوئی، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو جنت گہوارہ بنادے۔[4]

---

(1) Al-Dāwudi, Muhammad bin Ali, *Tabaqat Al-Mufassirīn,* Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah, 276/1

(2) Al-Dhahabi, Muhammad bin Ahmed bin Othman(748 AH). *Seyar Ā'lām Al-Nublā*. Beirut: Muassasah Al-Risālah.1985 AD, 366/21

(3) Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī Ilm Al-Tafsīr,* Edited by Abdul Razzaq Al-Mahdi. Beirut: Dar Al-Kitab Al-Arabi. 1422 AH, 23/1 محقق کتاب کے مقدمہ میں یہی بات موجود ہے۔

(4) Al-Dhahbi, *Siyar Aalām Al-Nubla*, p. 366-384/21); (Al-Adnah'wi, *Tabaqat Al-mufasseren*, p. 208 - 209)

کتاب کی نسبت:

زیر نظر تفسیر کی نسبت تمام اہل علم نے ابن جوزی رحمہ اللہ کی طرف کی ہے، اور اس کتاب کے ان کی تصنیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے، مزید انہوں نے خود اپنی تصانیف میں اس تفسیر کا ذکر کیا ہے، بلکہ یہ بھی بتلایا ہے کہ یہ ان کی ایک مفصل تفسیر "المغنی" کا اختصار ہے۔[1]

سبب تالیف:

آپ نے اپنی اس تفسیر کا سبب کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہوئے کہا ہے:

"إني نظرتُ في جملةٍ من كتبِ التفسير، فوجدتُها بين كبيرٍ قد يئسَ الحافظُ منه، وصغيرٍ لا يُستفاد كلُ المقصود منه، والمتوسّط منها قليلُ الفوائد، عديمُ الترتيب، وربما أهملَ فيه المشكلَ، وشرحَ غير الغريب، فأتيتُك بهذا المختصرِ اليسيرِ، منطوياً على العلمِ الغزيرِ، ووسّمتُه بـ زاد المسير في علم التفسير"[2]

"میں نے تفسیر کی متعدد کتابیں دیکھیں تو مجھے یا تو اتنی لمبی نظر آئیں کہ وقت کا دھیان رکھنے والے ان سے مایوس ہو جائیں، یا اتنی مختصر کہ ہر طرح کا استفادہ ممکن نہ ہو، اور جو تفاسیر درمیانے حجم میں تھیں ان کا اتنا فائدہ نہیں تھا، نہ ہی ان میں مرتب انداز میں گفتگو کی گئی تھی، بلکہ بسا اوقات قابل اشکال چیزیں، مشکل الفاظ کے معانی وغیرہ بھی حل کیے بغیر چھوڑ دیے گئے تھے، تو میں آپ کے سامنے یہ تفسیر پیش کر رہا ہوں جو کہ آسان اور مختصر ہونے کے باوجود علم سے بھرپور ہے، اور میں نے اس کا نام: "**زاد المسير في علم التفسير**" رکھا ہے۔"

پھر آگے چل کر اس کی مزید وضاحت بیان کرتے ہیں:

> "لما رأيتُ جمهورَ كتب المفسّرين لا يكاد الكتابُ منها يفي بالمقصود كشفَه حتى ينظرَ للآية الواحدة في كُتُبٍ، فربّ تفسير أخلّ فيه بعلمِ النّاسخِ والمنسوخِ، أو ببعضه، فإن وجدَ فيه لم يوجد أسبابُ النزول، أو أكثرُها، فإن وجد لم يوجد بيانُ المكيّ من المدنيّ، وإن وجدَ ذلك لم توجد الإشارةُ إلى حكمِ الآية، فإن وجد لم يوجد جوابُ إشكالٍ يقعُ في الآية، إلى غيرِ ذلك من الفنونِ المطلوبةِ"۔[3]
>
> "میں نے جمہور مفسرین کی تفاسیر دیکھیں تو ان میں کوئی کتاب تمام مقاصد اور اہداف کو پورا کرتی ہوئی نہ ملی، ایک ہی آیت کے لیے متعدد تفاسیر کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے. چنانچہ کچھ تفاسیر ایسی ہیں کہ ان میں علم ناسخ و منسوخ سرے سے نہیں یا کامل نہیں ہے، اور اگر ناسخ و منسوخ ہے تو اسباب نزول بالکل نہیں ہیں یا اکثر اسباب نزول کو ذکر ہی نہیں کیا گیا، اور اگر یہ بھی ہے تو پھر مکی و مدنی کی وضاحت نہیں ہے، اور اگر اس کا بھی اہتمام ہے تو آیت کے حکم کا ذکر نہیں

---

[1] دیکھیں: مقدمہ تحقیق، از زہیر شاویشؒ؛ اسی بات کی طرف اشارہ مقدمے کے ان الفاظ سے بھی ملتا ہے (Ibn al-Jawzi, *Zād al-Masīr fī ílm al-Tafsīr*, 23/1) کہ: "وقد بالغتُ في اختصار لفظه" دیکھیں: (11/1)

[2] ibid, 11/1

[3] Ibid, 14/1

ہے، اگر یہ بھی موجود ہے تو پھر آیت کے متعلق پیدا ہونے والے اشکال کا جواب نہیں دیا گیا، یا اسی طرح کے دیگر ضروری علوم و فنون پر کامل انداز سے گفتگو نہیں کی گئی۔"

اس تفسیر کے بارے میں مؤلفؒ مزید لکھتے ہیں:

"وقد بالغتُ في اختصارِ لفظِه، فاجتهد- وفّقكَ اللهُ- في حفظِه" [1]

"میں نے اس کتاب کو بہت زیادہ مبالغے کے ساتھ مختصر لکھا ہے، اس لیے اس کتاب کو یاد کرنے کی بھرپور کوشش کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے۔"

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن الجوزیؒ رحمہ اللہ نے یہ کتاب درسی ضروریات کو پورا کرنے اور اسے زبانی یاد کرنے کے لیے لکھی تھی، لیکن آج ہماری صورت حال یہ ہے کہ اس تفسیر کی محض ورق گردانی بھی ہمارے لیے گراں ہو چکی ہے۔

ابن جوزیؒ رحمہ اللہ کا منہج:

کسی بھی تصنیف یا تالیف کا منہج پہچاننے کے لیے تین طریقے استعمال کیے جاتے ہیں:

1- پہلا طریقہ یہ ہے کہ مصنف خود سے اپنا منہج بیان کر دے۔

2- اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کتاب کو اچھی طرح پہلے پڑھا جائے اور پھر مصنف کا طریقہ کار دیکھ کر اس کا منہج کشید کیا جائے۔

3- تیسرا طریقہ یہ ہے کہ دونوں طریقوں کو ملا کر دیکھا جائے، یہ آخری طریقہ کسی بھی مصنف کے منہج کو واضح کرنے کے لیے سب سے اعلیٰ طریقہ ہے، اسی طریقے کی طرف ابن جوزیؒ نے اشارہ بھی کیا اور کہا:

"وقد أدرجت في هذا الكتاب من هذه الفنون المذكورة مع ما لم أذكره مما لا يستغني التفسير عنه". [2]

"میں نے اپنی اس کتاب میں پہلے ذکر کردہ فنون بھی بیان کیے ہیں اور ایسے فنون بھی ذکر کیے ہیں جن کو میں نے پہلے ذکر نہیں کیا؛ کیونکہ ان کے بغیر تفسیر نامکمل ہوتی ہے۔"

یعنی جو منہج ابن الجوزی نے ذکر کیا کتاب میں وہ بھی ہے اور کچھ ایسے فنون بھی ہیں جنہیں یہاں مقدمے میں بیان نہیں کیا گیا۔ تو پہلے ہم ابن الجوزیؒ کے خود کے بیان کردہ طریقے کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے خود اپنا منہج کیا ذکر کیا ہے:

1- آپ نے اس تفسیر کو مرتب کرتے ہوئے اختصار سے کام لیا ہے۔

2- ایک بات گزر جانے کے بعد اس کو دوبارہ ذکر کرنے سے گریز کیا ہے۔

3- آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ناسخ و منسوخ، اسباب نزول، مکی و مدنی، آیت کا حکم، آیت پر وارد ہونے والے اشکالات اور ان کا جواب بھی ذکر کیا ہے۔

---

[1] Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ílm al-Tafsīr*, 11/1

[2] ibid 14/1

4- کوشش کی ہے کہ کسی بھی مسئلے میں تمام تر صحیح اقوال کا اختصار کے ساتھ احاطہ کیا جائے۔

5- اس تفسیر میں صرف صحیح ترین اقوال، آثار، احادیث ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

6- اگر کہیں پر کسی چیز کو ذکر کرنا ضروری ہو اور اس تفسیر میں انہیں ذکر نہ کیا جائے تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

1- یا تو اس پر گفتگو پہلے گزر چکی ہو گی۔

2- یا پھر وہ بات واضح ہو گی اسے ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہ ہو گی۔[1]

تو یہ وہ امور ہیں جن کا ذکر ابن الجوزیؒ نے خود بطور منہج ذکر کیا ہے، آئندہ صفحات میں کوشش ہو گی کہ اس تفسیر کے مطالعہ کے بعد عیاں ہونے والے منہج اور مندرجہ بالا امور کی مثالوں کے ساتھ وضاحت ہو جائے۔

1- ابن جوزیؒ نے تفسیر کے آغاز سے پہلے ایک مختصر مقدمہ لکھا ہے جس میں انہوں نے سب سے پہلے علم تفسیر کی فضیلت بیان کی۔ دوسری فصل کے تحت تفسیر اور تاویل کے معنی میں فرق بیان کیا، تیسری فصل میں نزول قرآن کی مدت بیان کی، اس کے بعد سب سے پہلے اور آخر میں نازل ہونے والی وحی کے بارے میں گفتگو کی، پھر تعوذ اور تسمیہ کے بارے میں الگ الگ فصل قائم کر کے تفصیلات لکھیں، تسمیہ کے بارے میں اقوال، لفظ اسم کی لغات، لفظ جلالہ کا مشتق اور رحمن و رحیم کا معنی بیان کرنے کے بعد سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا آغاز کیا ہے۔

2- سورۃ کی تفسیر سے قبل سورت سے متعلقہ فضائل ذکر کرتے ہیں، مثلاً: سورہ الفاتحہ کے آغاز میں لکھتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرۃؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ام القرآن سورۃ سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«والذي نفسي بيده ما أنزل في التوراة ولا في الإنجيل ولا في الزبور ولا في الفرقان مثلها، هي السبع المثاني والقرآن العظيم الذي أوتيته».[2]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تورات، زبور، انجیل اور فرقان میں اس جیسی کوئی سورۃ نازل نہیں ہوئی، یہی سورۃ سبع المثانی اور مجھے دیا جانے والا قرآن عظیم ہے۔''

اسی طرح سورتوں کی مختصر ترین الفاظ میں فضیلت سورۃ البقرۃ[3] اور سورۃ الملک[4] کے آغاز سے پہلے بھی ذکر کی ہے۔

3- جن سورتوں کی فضیلت بیان نہ کریں تو ان کے مکی اور مدنی ہونے کے بارے میں اختصار کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں. جیسا کہ آل عمران[5]، سورۃ النحل، طہ، الرعد، اور الزخرف کے آغاز میں کیا ہے۔

---

[1] Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ílm al-Tafsīr*, 14/1
[2] ibid, 17/1
[3] ibid, 24/1
[4] ibid, 313/4
[5] ibid 257/1

4- ابن الجوزیؒ نے سورتوں کے فضائل کے متعلق اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ ثابت شدہ فضائل ہی ذکر کیے جائیں، چنانچہ سورۃ یاسین، سورۃ رحمن، اور سورۃ الواقعہ وغیرہ کے فضائل ذکر نہیں کیے۔

5- جہاں ضرورت ہو وہاں سورت کی تفسیر کے آغاز سے قبل مفصل انداز میں گفتگو کرتے ہوئے بطور مقدمہ کئی فصلیں قائم کر کے ضروری امور کی وضاحت کر دیتے ہیں، جیسے کہ سورۃ التوبہ کے آغاز میں 7 فصلیں قائم کیں:

1)سورۃ کے نزول کا وقت 2)سورۃ کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات 3)سورۃ کے 9 نام

4)سورۃ کے آغاز میں تسمیہ نہ لکھنے کی وجہ 5)سبب نزول 6)اہل مکہ کی جانب کتنی آیات بھیجیں؟

7)سیدنا ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما کے درمیان فضیلت کا مسئلہ، جیسے ضروری امور کی تفصیل ذکر کی۔[1]

6- سورۃ کے آغاز میں اس سورۃ کے مختلف نام بھی بتلاتے ہیں، جیسے کہ سورۃ فاتحہ کے آغاز میں انہوں نے کہا:

"فمن أسمائها: الفاتحة، لأنه يستفتح الكتاب بها تلاوة وكتابة، ومن أسمائها: أم القرآن، وأم الكتاب لأنها أمت الكتاب بالتقدم،ومن أسمائها:السبع المثاني وإنما سميت بذلك لما سنشرحه في"الحجر"إن شاء الله".[2]

"اس سورۃ کے ناموں میں فاتحہ بھی ہے کیونکہ اس سورت کے ذریعے قرآن کریم کی تلاوت اور کتابت کا آغاز کیا جاتا ہے۔ نیز اس سورۃ کا نام ام القرآن اور ام الکتاب بھی ہے کیونکہ یہ کتاب کے آغاز میں ہے۔ اسی طرح اس سورۃ کو سبع المثانی بھی کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ ہم ان شاء اللہ سورت الحجر میں بیان کریں گے۔"

7- سورۃ یا آیت کے سبب نزول کے بارے میں بسا اوقات جتنے بھی اقوال ہوں انہیں بیان کرتے ہیں جیسے کہ سورۃ الفتح کے آغاز میں سبب نزول بیان کیا اور پھر آیت: {فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا}[3] آپ تو اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے بارے میں دو اقوال ہیں:

"یہ سیدنا زبیر اور ایک انصاری کے درمیان جھگڑے پر نازل ہوئی، اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت منافق اور یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہ اپنا فیصلہ کروانے کے لیے کعب بن اشرف کی طرف گئے تھے۔"[4]

8- ان کی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں جن لوگوں کا ذکر اشارتاً آیا ہے تو ان کا نام بتلایا جائے، جیسے کہ فرمانِ باری تعالی: {أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ}[5] اس سے مراد سیدہ عائشہ اور صفوان رضی اللہ عنہما ہیں۔[6]

(1) Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ílm al-Tafsīr*,230–233/2
(2) ibid, 17/1
(3)An-Nisā 4: 65
(4) Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ílm al-Tafsīr*, 428/1
(5) An-Nūr 24: 26
(6) Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ílm al-Tafsīr*, 287/3

9- قرآن کریم کی مختلف قراءات کا اہتمام بھی کرتے ہیں، جیسے کہ فرمانِ باری تعالی: {إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ---}[1] کے بارے میں کہتے ہیں کہ: جمہور نے لفظ: " وَالصَّابِئِينَ "میں باکے بعد والے ہمزہ کو پورے قرآن مجید میں باقی رکھاہے،اور سب ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں، جبکہ نافع نے پورے قرآن کریم میں ہمزہ نہیں پڑھا[2]

10- آپ متواتر قراءات کے ساتھ بسااوقات شاذ قراءات بھی بیان کردیتے ہیں اور ساتھ میں اس پر شاذ ہونے کا حکم بھی لگاتے ہیں، جیسے کہ فرمان باری تعالی: {عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى}[3] میں قراءات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اس آیت کریمہ کو: {جَنَّهُ الْمَأْوَى} یعنی تاکی بجائے ہائے صحیح کے ساتھ پڑھا گیا ہے جو کہ شاذ قراءت ہے۔

11- مفسرین کے اقوال ذکر کرنے کے بعد اس پر حکم بھی لگاتے ہیں، جیسے کہ سورۃ المائدہ میں مجوسیوں کے بارے میں جمہور اہل علم کا موقف ذکر کیا کہ ان کے مجوسی اہل کتاب میں شامل نہیں ہیں، چنانچہ جس نے بھی یہ کہا ہے کہ مجوسی اہل کتاب میں شامل ہیں تو اس کا قول شاذ ہے۔[4]

12- بہت سی جگہوں پر آیت سے متعلقہ مختلف اقوال ذکر کر دیتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کو راجح یا مرجوح قرار نہیں دیتے، جیسے کہ فرمان باری تعالی: {إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ}[5] کے بارے میں کہا کہ: اس کے متعلق دو اقوال ہیں، ایک یہ کہ یہ آیت محکم ہے؛ منسوخ نہیں ہے، یہ موقف مجاہد اور ضحاک کا ہے، ان کے مطابق تقدیری عبارت کچھ یوں ہو گی: "إن الذين آمنوا، ومن آمن من الذين هادوا"[6] جبکہ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ سورۃ آل عمران کی آیت: {وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ}[7] کی وجہ سے منسوخ ہے۔

13- آپ نے اپنی اس تفسیر میں ماوردی کی تفسیر النکت والعیون جیسا اسلوب اپنایا ہے کہ کسی بھی مسئلے کی تفصیل سے پہلے کہتے ہیں: اس میں اتنے اقوال ہیں، پھر ان اقوال کی تفصیل ذکر کرتے ہیں اور قائلین کی طرف ان کی نسبت بھی بتلاتے ہیں، جیسے کہ {وَكَذَلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضاً بِما كانُوا يَكْسِبُونَ}[8] کی تفسیر میں کہتے ہیں:

"في معناه أربعة أقوال: أحدها: نجعل بعضهم أولياء بعض، رواه سعيد عن قتادة. والثاني: نتبع بعضهم بعضا في النار

---

[1] Al-Baqarah 2: 62
[2] Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ílm al-Tafsīr,* 72/1
[3] An-Najm 53: 15
[4] Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ílm al-Tafsīr,* 519/1
[5] Al-Baqarah 2: 62
[6] (Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ílm al-Tafsīr,* 73/1
[7] Āl-e-Imrān 3: 85
[8] Al-An'ām 6:129

بأعمالهم من الموالاة، وهي المتابعة، رواه معمر عن قتادة. والثالث: نسلط بعضهم على بعض، قاله ابن زيد. والرابع: نكل بعضهم إلى بعض ولا نعينهم ذكره الماوردي.".[1]

یہاں پر علامہ ابن الجوزی نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ آیت کے متعلق یہ چاروں اقوال ماوردیؒ نے بیان کیے ہیں۔

14- کسی فقہی مسئلے کی توضیح مختصر الفاظ میں بیان کرتے ہیں اور جہاں امام احمد رحمہ اللہ کے موقف کی دلیل ملے اس کی دلیل بھی ذکر کرتے ہیں، جیسے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے متعلق لکھتے ہیں:

"فصل نقل الأكثرون عن أحمد أن الفاتحة شرط في صحة الصلاة فمن تركها مع القدرة عليها لم تصح صلاته وهو قول مالك والشافعي. وقال أبو حنيفة رحمه الله: لا تتعين، وهي رواية عن أحمد، ويدل على الرواية الأولى: ما روي في الصحيحين من حديث عبادة بن الصامت عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب"

"اکثر نے امام احمدؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ نماز کی درستگی کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا شرط ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص استطاعت کے ہوتے ہوئے سورۃ فاتحہ چھوڑ دیتا ہے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی، یہی موقف امام مالک اور شافعی کا ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں: سورۃ فاتحہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔ امام احمد سے ایک روایت اس کے مطابق بھی ملتی ہے، تاہم پہلی روایت کی تائید صحیح بخاری و مسلم کی عبادہ بن صامتؓ سے مروی حدیث سے ملتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی۔"

15- آپ نے تفسیر بالماثور کا خصوصی اہتمام کیا ہے، اس لیے آپ قرآنی آیات کی تفسیر قرآن، حدیث، اقوال صحابہ، اور عربی لغت کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

16- ابن جوزیؒ نے اپنی تفسیر میں ناسخ اور منسوخ کے متعلق بھی توجہ دی ہے، اور جہاں کہیں دعوی نسخ کو غیر ضروری سمجھا وہاں پر اس کی تردید بھی ہے جیسے کہ: {فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ}[2] کے متعلق کہتے ہیں:

"فصل: وقد روي عن ابن عباس وابن مسعود وأبي العالية وقتادة رضي الله عنهم أن العفو والصفح منسوخ بقوله تعالى: قاتِلُوا الَّذِينَ لا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلا يُحَرِّمُونَ ما حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ[3] وأبى هذا القول جماعة من المفسرين والفقهاء واحتجوا بأن الله لم يأمر بالصفح والعفو مطلقا وإنما أمر به إلى غاية، وما بعد الغاية يخالف حكم ما قبلها، وما هذا سبيله لا يكون من باب المنسوخ، بل يكون الأول قد انقضت مدته بغايته، والآخر يحتاج إلى حكم آخر"

---

[1] Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ílm al-Tafsīr*, 78/2
[2] Al-Baqarah 2:109
[3] At-Toubah 9:29

''فصل: ابن عباس، ابن مسعود، ابو العالیہ، قتادہ سے نقل کیا گیا ہے کہ اس آیت میں مذکور معافی اور در گزر کا حکم سورۃ توبہ کی آیت {قاتِلُوا الَّذِينَ لا يُؤْمِنُونَ...} کی وجہ سے منسوخ ہے، لیکن اس موقف کو مفسرین اور فقہائے کرام کی ایک جماعت نے تسلیم نہیں کیا، ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مطلق طور پر معافی اور در گزر کا حکم نہیں دیا بلکہ ایک ہدف حاصل ہونے تک معافی اور در گزر سے کام لینے کا حکم دیا ہے، چنانچہ جب ہو ہدف حاصل ہو گیا تو اب حکم کچھ اور ہو گا، ایسی صورت کا تعلق ناسخ منسوخ سے نہیں ہوتا، بلکہ یہاں تو یہ ہے کہ پہلے حکم کی مدت ختم ہو گئی ہے اور اب نئے حکم کے لیے نیا امر چاہیے۔''[1]

17- بسا اوقات قرآنی آیات کا معنی اور مفہوم واضح کرنے کے لیے عرب لغت کے اشعار بھی ذکر کرتے ہیں۔

18- قارئین کو عرب کے لہجوں اور لغات کے متعلق بھی مکمل معلومات فراہم کرتے ہیں، جیسے کہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لفظ "آمین" کے بارے میں کہتے ہیں:

"وفي آمين لغتان : "أمين" بالقصر، و"آمين" بالمد، والنون فيهما مفتوحة"۔[2]

''لفظ آمین کو پڑھنے کے دو طریقے ہیں، پہلا یہ کہ ہمزہ کو قصر کے ساتھ پڑھا جائے اور دوسرا یہ کہ مد کے ساتھ پڑھا جائے، لیکن دونوں صورتوں میں نون مفتوح ہی ہو گا، پھر اس کے بعد متعدد شعراء کے اشعار اس بات کی تائید میں پیش کیے ہیں۔''

ابن جوزیؒ کے مصادر و مراجع:

ابن جوزیؒ نے تفسیر میں سابقہ مفسرین سے بھرپور استفادہ کیا اسی لیے آپ عام طور پر کہتے ہیں: "أهل التفسير" پھر اس کے بعد ان کی گفتگو کا حاصل نوک قلم کے سپرد کر دیتے ہیں[3]۔

ابن جوزیؒ نے اپنی تفسیر میں اپنے دو اساتذہ کا بھرپور ذکر کیا ہے، چنانچہ جب کوئی لغوی گفتگو کرنی ہو تو اپنے استاد موہوب بن احمد جوالیقی کا ذکر ان کی کنیت ابو منصور اور نسبت لغوی کے ساتھ کرتے ہیں[4] اور جب قرآن کریم کا معنی اور مفہوم وغیرہ ذکر کرنا ہو تو ابو الحسن علی بن عبید اللہ زاغونی کا ذکر کرتے ہیں[5]۔

دیگر مفسرین میں سب سے پہلے تفسیر ابن جریر الطبری کا نام ہے، آپ نے تفسیر طبری سے استفادہ کرتے ہوئے ابن جریر کے اقوال کو خصوصی اہمیت دی اور اپنی کتاب میں ذکر کیا، آپ جس وقت طبری رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہیں تو ابن جریر الطبری[6]، یا پھر صرف ابن جریر[7]، یا پھر ابو جعفر الطبری[8] لکھتے ہیں،

---

[1] Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ilm al-Tafsīr*, 101, 127, 153, 201, 431/1 etc.
[2] ibid, 22/1
[3] ibid, 120, 167, 223, 257, 274/1 etc.
[4] ibid, 54, 251, 257, 280, 285/1 etc.
[5] ibid, 22, 27, 29, 30, 32/1 etc.
[6] ibid, 163, 228, 265, 283, 394/1 etc.
[7] ibid, 134, 263, 267, 303, 307/1 etc.
[8] ibid, 47/1, 408, 592/2 etc.

اس کے علاوہ آپ نے الکشف والبیان جو کہ علامہ ثعلبی کی کتاب ہے وہاں سے آپ نے استفادہ کیا ہے[1]۔

کتب حدیث، "مشکل القرآن" اور "غریب القرآن" از ابن قتیبہؒ[2]، فراءؒ[3] اور زجاجؒ[4] کی "معانی القرآن"، "الحجہ" از ابو علی الفارسیؒ[5]، "اسباب النزول" از علامہ واحدیؒ آپؒ نے ان کا نام لیکر استفادہ بہت کم کیا ہے[6]، اور "مجاز القرآن" از ابو عبیدۃؒ[7] سے بھی آپ نے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

نقد و نظر:

یہ قانون فطرت ہے کہ کمال صرف اور صرف ذات باری تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے کاموں کو حاصل ہے، جبکہ انسانی عمل جس قدر بھی اچھا ہو اس میں کہیں نہ کہیں خامی یا کوتاہی مل ہی جاتی ہے، اور یہ اس کے انسان ہونے کی علامت بھی ہے، چنانچہ ابن جوزیؒ کی اس علمی کاوش میں بھی کچھ چیزیں ایسی موجود ہیں جن پر سوالیہ نشان لگایا جاسکتا ہے، جیسے کہ انہوں نے بسا اوقات اسرائیلی روایات[8] بیان کی ہیں اور ایسی چیزیں بیان کی کہ جن کا کوئی فائدہ نہیں ہے، بسا اوقات غیر مستند روایات بھی ذکر کی ہیں، جن کے بارے میں کتاب کے محقق محدثِ شام الشیخ عبد الرزاق المہدی[9] نے غیر مستند ہونے کا حکم لگایا ہے۔[10] اور اختصار کے باعث کچھ سورتوں کے ثابت شدہ فضائل بھی ذکر نہیں کیے، جیسے کہ معوذتین وغیرہ کے فضائل ثابت ہیں لیکن آپ رحمہ اللہ نے انہیں ذکر نہیں کیا۔

خلاصہ بحث:

مندرجہ بالا گفتگو سے پتہ چلا کہ تفسیر "زاد المسیر فی علم التفسیر" علامہ ابن جوزیؒ جو کہ خالصتاً عربی النسل ہیں کی حنبلی فقہی تفسیر کہلانے کے قابل ہے، اس میں فاضل مؤلف حنبلی موقف کی ترجمانی کرتے ہیں، لیکن دلائل کی روشنی میں ترجیح دیتے ہیں، آپ نے یہ تفسیر زبانی یاد کرنے کے لیے طویل تفسیر کے خلاصہ کے طور پر لکھی، اور فقہی طرز تحریر کو اپناتے ہوئے آیت کے ہر قطعہ اور جملہ میں پائے جانے والے احکامات کے متعلق اقوال کی تعداد بیان کرتے ہیں، آپ نے ناسخ و منسوخ، علم اللغہ، علم القراءات، التفسیر بالماثور و بالرائے المحمود اور دیگر علوم القرآن و تفسیر کو اپنایا ہے۔

---

[1] Ibn-ul-Jouzi, *Zād al-Masīr fī ilm al-Tafsīr*, 104, 336, 352, 371, 405/1 etc.

[2] ibid, 18, 19, 22, 25, 29/1 etc.

[3] ibid, 16, 18, 25, 20, 30, 32, 36/1 etc.

[4] ibid, 22, 26, 30, 29, 31, 32, 33/1 etc.

[5] ibid, 56, 76, 234, 98, 371, 398, 416/1 etc.

[6] ibid, 22/1, 144, 360, 59, 92/3 etc.

[7] ibid, 30, 36, 37, 44, 45, 47, 49/1 etc.

[8] ibid, 277/1, 431, 518/2, 137/3 etc.

[9] آپ کا تعلق ملک شام سے ہے، اور آپ نے متعدد کتب کی تحقیق اور تخریج کی ہے جن میں تفسیر نسفی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی، اللباب فی شرح الکتاب، العدۃ فی شرح العمدۃ اور دیگر اہم ترین متعدد کتابیں شامل ہیں۔

[10] ibid, 315, 295, 299, 487, 544, 568/1 etc.

نتائج اور تجاویز:

1- یہ تفسیر قدیم ترین حنبلی مفسرین کی کامل اور ہم تک پہنچنے والی پہلی کتاب ہے۔

2- یہ تفسیر ابن جوزیؒ کی دیگر کتب کی طرح زیادہ رطب و یابس کا مجموعہ نہیں ہے؛ کیونکہ انہوں نے اسے بڑے اہتمام کے ساتھ لکھا ہے۔

3- یہ تفسیر درسی ضروریات اور حفظ کے لیے ابن جوزیؒ نے تحریر کی تھی۔

4- عرب ممالک میں اس تفسیر پر کچھ نہ کچھ کام ہوا ہے، لیکن ہمارے برصغیر پاک و ہند میں ایسا کچھ نہیں ہو سکا، لہذا اس تفسیر کا تعارف پاک وہند کے لوگوں سے کرانا ضروری ہے۔